المسرة فی وضع الیدین فی الصلوٰة تحت السرة

عرف

نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ رکھنا

تصنیف

حضرة فیض ملت شیخ القرآن علامہ مولانا محمد فیض احمد اویسی صاحب

مد ظلہ العالی

زیر اہتمام

صاحبزادہ عطاء الرسول اویسی۔

ناشر: مکتبہ اویسیہ رضویہ جامع مسجد سیرانی بہاولپور

پاکستان

المسرۃ فی وضع الیدین فی الصلوٰۃ تحت السرۃ

عرف

نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ رکھنا

تصنیف

حضرۃ فیض ملت شیخ القرآن علامہ مولانا محمد فیض احمد اویسی صاحب

مدظلہ العالی

زیر اہتمام

صاحبزادہ عطاء الرسول اویسی۔

ناشر: مکتبہ اویسیہ رضویہ جامع مسجد سیرانی بہاولپور

پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ
سیدنا محمدن المصطفیٰ وعلیٰ آلہ واصحابہ
اولی التقیٰ والنقیٰ - اما بعد!

احناف کے نزدیک نماز میں مرد کو ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا سنت ہے۔ اور غیر مقلدین عورتوں کی طرح سینہ پر ہاتھ باندھتے ہیں جو سراسر غلط اور خلاف سنت ہے بلکہ بدعت ہے خیر القرون سے لے کر تا حال کسی کا مذہب نہیں۔ سوائے ان غیر مقلدین کے۔ صحاح ستہ کی نمبر سوم کی صحیح ترمذی شریف میں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

عَلٰی هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِیْنَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمْ) یَرَوْنَ اَنْ یَّضَعَ الرَّجُلُ یَمِیْنَهٗ عَلٰی شِمَالِهٖ فِی الصَّلٰوةِ وَرَاٰی بَعْضُهُمْ اَنْ یَّضَعَ فَوْقَ السُّرَّةِ وَرَاٰی بَعْضُهُمْ تَحْتَ السُّرَّةِ وَكُلُّ ذٰلِكَ وَاسِعٌ عِنْدَهُمْ

اس پر عمل ہے علماء صحابہ اور تابعین اور من بعدہم کا۔ جانتے ہیں کہ آدمی

دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھے نماز میں اور بعضوں کی رائے ہے کہ ناف کے نیچے رکھے اور سب واسع ہے نزدیک علماء کے۔

اگر وضع علی الصدر بھی کسی کا مذہب ہوتا تو امام ترمذی اس کو بھی نقل کرتے جیسا کہ اور مذہب نقل کیے ہیں اور وضع کی حصر دو مذہب میں نہ کرتے۔ اس سے واضح ہوا کہ وہابیوں غیر مقلدین کا سینہ پر ہاتھ باندھنا بدعت ہے۔ اس مسئلہ کی توضیح کے لیے فقیر نے چند دلائل پیش کئے ہیں۔

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ علی حبیبہ الکریم۔

الفقیر القادری محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ۔ بہاولپور۔ پاکستان۔
۱۰ صفر المظفر ۱۴۱۴ھ بروز شنبہ

باب اوّل

دلائلِ احناف

حدیث نمبر ۱

عَنْ وَائِلِ ابْنِ حجرٍ قَالَ
رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَضَعَ یَمِیْنَہٗ
عَلٰی شِمَالِہٖ تَحْتَ السُّرَّۃِ
رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ بِسَنَدٍ
صَحِیْحٍ وَرِجَالُہٗ ثِقَاتٌ۔

حضرت وائل ابن حجر سے روایت
ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے
اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا ناف
کے نیچے۔ یہ حدیث ابن ابی شیبہ نے
صحیح اسناد سے نقل کی اس کے سب
راوی ثقہ ہیں۔

حدیث نمبر ۲: ابن شاہین نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ

قَالَ ثَلٰثٌ مِنْ اَخْلَاقِ
النُّبُوَّۃِ تَعْجِیْلُ الْاِفْطَارِ
وَتَاخِیْرُ السُّحُوْرِ وَ وَضْعُ
الْکَفِّ عَلَی الْکَفِّ تَحْتَ السُّرَّۃِ

تین چیزیں نبوت کی علامات
میں سے ہیں۔ افطار میں جلدی کرنا۔
سحری میں دیر کرنا۔ نماز میں داہنا
ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا

حدیث نمبر ۳- ابو داؤد شریف (نسخہ ابن اعرابی) میں حضرت ابو وائل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ۔

قَالَ اَبُوْ وَائِلٍ اَخْذُ الْکَفِّ
عَلَی الْکَفِّ فِی الصَّلٰوۃِ
تَحْتَ السُّرَّۃِ۔

ابو وائل رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ
پر ہاتھ رکھنا چاہیئے۔

حدیث نمبر ۴ - دارقطنی اور عبد اللہ ابن احمد نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

اِنَّ مِنَ السُّنَّۃِ فِی الصَّلٰوۃِ
وَضْعُ الْاَکُفِّ (وَفِیْ رِوَایَۃٍ
وَضْعُ الْیَمِیْنِ عَلَی الشِّمَالِ)
تَحْتَ السُّرَّۃِ۔

نماز میں ہاتھ پر ہاتھ رکھنا اور
ایک روایت میں ہے داہنا ہاتھ
بائیں پر رکھنا ناف کے نیچے سنت ہے۔

حدیث نمبر ۵ - ابو داؤد (نسخہ ابن اعرابی) احمد۔ دارقطنی اور بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ۔

اِنَّہٗ قَالَ السُّنَّۃُ وَضْعُ الْکَفِّ
عَلَی الْکَفِّ تَحْتَ السُّرَّۃِ۔

ناف کے نیچے ہاتھ پر ہاتھ رکھنا
سنّت ہے۔

حدیث نمبر ۶- رزین نے حضرت ابی جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

اِنَّ عَلِیًّا قَالَ السُّنَّۃُ وَضْعُ
الْکَفِّ فِی الصَّلٰوۃِ وَیَضَعُہُمَا
تَحْتَ السُّرَّۃِ

نماز میں ہاتھ باندھنا سنّت یہ
ہے کہ ہاتھ ناف کے نیچے
رکھے۔

حدیث نمبر ۷- امام محمد نے کتاب الآثار شریف میں ابراہیم نخعی سے روایت کی۔

اَنَّہٗ کَانَ یَضَعُ یَدَہُ الْیُمْنٰی
عَلٰی یَدِہِ الْیُسْرٰی تَحْتَ
السُّرَّۃِ۔

آپ اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ
پر ناف کے نیچے رکھتے تھے۔

حدیث نمبر ۸ - ابن شیبہ نے حضرت ابراہیم نخعی سے روایت کی۔

قَالَ یَضَعُ یَمِیْنَہٗ عَلٰی شِمَالِہٖ تَحْتَ السُّرَّۃِ ۔

آپ نے فرمایا کہ اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھے

حدیث نمبر ۹ - ابنِ حزم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

اَنَّہٗ قَالَ مِنْ اَخْلَاقِ النُّبُوَّۃِ وَضْعُ الْیَمِیْنِ عَلَی الشِّمَالِ تَحْتَ السُّرَّۃِ ۔

آپ نے فرمایا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا نبوت کے اخلاق میں سے ہے۔

حدیث نمبر ۱۰ - ابوبکر ابن ابی شیبہ نے حجاج ابن حسان سے روایت کی۔

قَالَ سَمِعْتُ اَبَا مِجْلَزٍ وَ سَاَلْتُہٗ قُلْتُ کَیْفَ یَضَعُ قَالَ یَضَعُ بَاطِنَ کَفِّ یَمِیْنِہٖ عَلٰی ظَاہِرِ کَفِّ شِمَالِہٖ وَیَجْعَلُھُمَا اَسْفَلَ مِنَ السُّرَّۃِ اسنادہ جَیِّدٌ وَ رُوَاتُہٗ

مَیں نے ابومجلز سے پوچھا کہ نماز میں ہاتھ کیسے رکھے۔ آپ نے فرمایا کہ اپنے دائیں ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی پشت پر رکھے ناف کے نیچے۔ اس کی اسناد بہت قوی ہے اور سارے راوی ثقہ ہیں۔

فائدہ اس کے متعلق اور بہت حدیثیں پیش کی جاسکتی ہیں۔ صرف ان پہ اکتفاء کرتا ہوں۔

انتباہ اگر کسی کو اتباع رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا شوق ہے تو اسکے لئے ہم احادیث کا ذخیرہ جمع کر دی ہیں۔ اور بعض ایسی اسیطرح صحیح مرفوع جیسے بُخاری وغیرہ کی۔ اگر کوئی کتاب پر سنت ہے تو اسے یقین ہو کہ یہ عشق جہنم میں لے جائے گا اور ویسے سینہ پر ہاتھ رکھنے کی روایات اس کی محبوب کتاب (بخاری وغیرہ) میں بھی نہیں اور جو ہم نے احادیث پیش کی ہیں یہ کتابیں امام بخاری کے اساتذہ کی ہیں۔ سچا عشق ہے تو مان لو ورنہ ضدی کا علاج ہمارے ہاں نہیں ہے۔

باب نمبر ۲۔

سوال وجواب

غیر مقلدین کے پاس سینہ پر ہاتھ باندھنے کی صحیح روایت صحاح کی تین صحیح ترین بخاری و مسلم و ترمذی میں نہیں ملی۔ اس سے ان کا وہ دھوکہ سامنے آگیا کہ اہلسنت عوام کو کہتے ہیں کہ ہم تو صرف بخاری کی صحیح حدیث چاہتے۔ اس کے علاوہ انہیں کسی دوسری احادیث کی کتب سے بھی صحیح مرفوع حدیث نہیں ملی صرف ابوداؤد پر غلط سہارا کیا تو وہ بھی ۔ ہم نے توڑ دیا۔ اب حدیث کے عشق کا حق یہ تھا کہ جو روایات ہم نے پیش کی ہیں سنداً صحیح بھی ہیں اور بعض ان میں ضعیف ہیں تو بقاعدہ اصول حدیث حسن وغیرہ ہیں لیکن اس کے برعکس سوالات کھڑے کئے اور وہ بھی لولے لنگڑے۔ یا کسی حدیث سے استدلال کیا تو غلط۔ چند نمونے ملاحظہ ہوں۔

ابوداؤد شریف میں ابن جریر ضبی نے اپنے والد سے روایت کی۔

قَالَ رَأَیْتُ عَلِیًّا یُمْسِکُ شِمَالَہٗ بِیَمِیْنِہٖ عَلَی الرُّسْغِ فَوْقَ السُّرَّۃِ۔

میں نے حضرت علی مرتضیٰ کو دیکھا کہ آپ نے بایاں ہاتھ داہنے ہاتھ سے کلائی پر پکڑا ناف کے اوپر۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ علی مرتضٰے رضی اللہ عنہ ناف کے اوپر ہاتھ باندھتے تھے۔

جواب ۱ :۔ غیر مقلدین کی عادت ہے کہ روایت ادھوری نقل کرتے ہیں۔ یہاں بھی حدیث کمل نہیں لکھی اس کے بعد مفصل یہ ہے (نسخہ بن اعرابی) میں روایت یوں ہے۔

قَالَ اَبُوْدَاؤُد رُوِیَ عَنْہٗ سَعِیْدِ ابْنِ جُبِیْرِ فَوْقَ السُّرَّۃِ وروی عن ابی ھریرۃ وَلَیْسَ بِالْقَوِیِّ۔

ابوداؤد نے فرمایا کہ سعید ابن جبیر سے ناف اوپر کی روایت ہے ابوجلاد نے ناف کے نیچے کی روایت کی۔ ابی ہریرہ سے بھی یہ روایت ہے مگر یہ کچھ قوی نہیں۔

انتباہ | زیر ناف یا ناف کے اوپر ہاتھ باندھنے کی احادیث مروجہ ابوداؤد کے نسخوں میں نہیں ابن اعرابی والے ابوداؤد کے نسخوں میں موجود ہیں جیسا کہ حاشیہ ابوداؤد میں اس کی تصریح ہے۔ اسی نسخے سے فتح القدیر نے روایات کیں۔

بہر حال وہابیہ کی پیش کردہ ابوداؤد کی حدیث میں تعارض واقع ہو گیا۔ اور ان تمام متعارضہ روایتوں کو خود ابو داؤد نے ضعیف فرمایا۔ تعجب ہے کہ غیر مقلدین ابوداؤد کی ضعیف حدیث سے استدلال کریں تو جائز اگر ہم کسی حدیث سے استدلال کریں جو ضعیف تو ہو لیکن اس کی کسی دوسری حدیث سے تائید مل جائے اور وہ حسن لغیرہ کا درجہ پا جائے تب بھی ناجائز اسے کہتے ہیں سینہ زوری! "یجوز لنا لا یغرنا" ہمارے لیے دوسروں کے

جواب نمبر ۲ :۔ غیر مقلدین نے سوال میں ضعیف حدیث پیش کی۔ ہم نے اس کے مقابلہ میں ایک اور روایت پیش کر دی تو باقاعدہ علم المناظرہ ان کی پیش کردہ روایت قابل حجت نہ رہی پھر ایک اور قاعدہ پر عمل کیا گیا وہ قاعدہ یہ ہے کہ جب حدیث میں تعارض ہو تو قیاس سے ترجیح ہوتی ہے۔ قیاس چاہتا ہے کہ زیر ناف والی احادیث قابلِ عمل ہوں۔ کیونکہ سجدہ۔ رکوع۔ التحیات کی نشست سب میں ادب ملحوظ ہے تو چاہیئے کہ قیام میں بھی ادب ہی کا لحاظ رہے زیر ناف ہاتھ باندھنا ادب ہے سینے پر ہاتھ رکھنا بے ادبی گو یا کسی کو کشتی کی دعوت دینا ہے۔

جواب نمبر ۳ :۔ یہ صرف غیر مقلدین کی ضد توڑنے کے لیے قاعدہ نمبر ۱-۲ عرض کیا ہے۔ ورنہ ہم نے جواب اوّل میں روایات پیش کی ہیں۔ ان میں بعض تو سنداً صحیح ہیں ان میں بعض مُرسل ہیں جو شرعاً قابل حجت ہیں۔ اگرچہ صحاح ستہ میں نہ سہی تو ہم اہلسنّت احادیث کے عُشّاق ہیں۔ غیر مقلدوں کی طرح بخاری پرست یا صحاح ستہ پرست نہیں ورنہ ظاہر ہے کہ اس کے بارے میں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے صرف یہ فرمایا۔

ورای بَعْضُھُمْ ان یضعہما فَوْقَ السُّرَّۃِ ورای بَعْضُھُمْ ان یضعہما تحت السُّرَّۃِ وَکُلُّ ذَالِکَ واسِعٌ عِنْدَھُمْ۔

بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ ہاتھ ناف کے اوپر رکھے۔ بعض کی رائے یہ ہے کہ ناف کے نیچے رکھے ان میں سے ہر ایک جائز ہے۔ اُن کے نزدیک اگر امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کو سینے پر ہاتھ باندھنے کی کوئی حدیث ملتی تو ضرور نقل فرماتے۔ صرف علماء کی رائے کا ذکر نہ فرماتے۔

انتباہ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ تک تو کسی مجتہد کا مذہب نہیں کہ سینہ پر ہاتھ رکھ کر نماز پڑھی جائے بعد کو نامعلوم یہ مذہب کس کا ہے بلکہ ہماری تحقیق یہ ہے کہ غیر مقلدین کی طرح یہ مسئلہ بھی تیرھویں صدی کی پیداوار ہے جو سراسر بدعت ہی بدعت ہے۔ اسی لیے فقیر کی تحقیق حق ہے کہ غیر مقلدین بدعتی اور ان کے اکثر مسائل مجموعۂ بدعات ہیں تفصیل دیکھئے فقیر کی کتاب۔

"وہابی دیوبندی بدعتی ہیں"

خاتمہ: الحمدللہ ہم اہلسنت (احناف) عشاق حدیث کو صاحب حدیث صلے اللہ علیہ وسلم ہیں کہ جہاں بھی صحیح سند کے ساتھ روایت مل جائے اس پر عمل کرتے ہیں وہ صحیح بخاری ہو یا کوئی اور کتاب۔ غیر مقلدین کی طرح ہم کتاب پرست نہیں کہ صرف اپنے نفس کی اتباع میں کہدیں کہ بخاری میں حدیث دکھاؤ یا صحاح ستہ میں وغیرہ وغیرہ۔

نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی ہم نے متعدد روایات باب اول میں صراحتہً ذکر کی ہیں۔ وہ سندات کے لحاظ سے صحیح اور مستند ہیں مثلاً ہماری ایک روایت کی سند ملاحظہ ہو۔ (مصنف ابن شیبہ (اُستاذ بخاری ومسلم) کی سند یوں ہے۔

حَدَّثَنَا وُکِیعٌ عَنْ مُوسیٰ	ہم نے وکیع سے انہوں نے
بْنِ عُمَیْرٍ عَنْ عَلْقَمَۃَ	موسیٰ بن عمیر سے انہوں نے
بْنِ حَجَرٍ عَنْ اَبِیْہِ	علقمہ بن حجر سے انہوں نے اپنے
قَالَ رَأَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی	باپ سے روایت کی انہوں نے
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم	فرمایا کہ میں نے نبی پاک صلے
وَضَعَ یَمِیْنَہٗ عَلٰی شِمَالِہٖ	اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے
فِی الصَّلٰوۃِ تَحْتَ السُّرَّۃِ	نماز میں دایاں ہاتھ ناف کے
	نیچے رکھا ہوا تھا۔

یہ حدیث صحیح امام مسلم کی شرائط پر مروی ہے۔ اور اسکے راوی نہایت ثقہ اور جید ہیں۔ مثلاً

وکیع ابن جراح ابن ملیح سے روایت (بضم الراء وہمزہ پھر مہملہ) ابوسفیان کوفی ثقہ حافظ عابد سے کبار تاسعہ سے اور موسیٰ ابن عمیر تمیمی عنبری کوفی ثقہ کبار تاسعہ سے ہے (تقریب) اسی لیے حضرت شیخ قاسم قطلوبغا حنفی رحمہ اللہ نے تخریج

احادیث الاختیار میں اس حدیث کی نقل کے بعد فرمایا۔

هكذا سند جيد ووكيع احد الاعلام وموسى بن عمير وثقه ابو حاتم وروى عنه النسائي وعلقمة وقد اخرج عنه البخاري في رفع اليدين ومسلم في صحيحه والعلماء الاربعة ووثقه ابن حبان۔

یہ سند جید ہے۔ وکیع ایک بڑے مشہور علماء میں سے ہے اور موسیٰ بن عمیر کو ابو حاتم نے توثیق کی ہے اور نسائی نے اس سے روایت کی ہے اور علقمہ سے بخاری نے رفع الیدین روایت کی ہے۔

اور مسلم نے اپنی صحیح میں اور علماء اربعہ نے نیز نکالا ہے اور حبان نے اسکی توثیق کی ہے۔

(سوال) تمہاری بیان کردہ حدیث میں علقمہ شرط مسلم پر صحیح نہیں اس لیے علقمہ تو اپنے باپ کی وفات کے چھ ماہ بعد کو پیدا ہوا جیساکہ امام ترمذی رحمہ اللہ نے علل کبیر میں لکھا کہ سألت البخاری هل سمع علقمة عن ابيه قال ولد علقمة بعد موت ابيه بستة اشهر۔

میں نے امام بخاری رحمہ اللہ سے پوچھا کہ کیا علقمہ نے اپنے باپ سے حدیث سنی تھی آپ نے فرمایا تھا کہ علقمہ تو اپنے باپ کی موت کے چھ ماہ بعد کو پیدا ہوا ہے۔

(جواب) علقمہ بن حجر کوفی صدوق ہیں امام مسلم نے باب وضع يده اليمنى على اليسرى میں علقمہ کی روایت اسکے باپ سے بیان کی ہے امام

مسلم کی روایت ملاحظہ ہو۔

حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا عَفَّانُ قَالَ نَا هَمَّامٌ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ وَائِلٍ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ وَمَوْلًى لَهُمْ أَنَّهُمَا أَخْبَرَاهُ عَنْ أَبِيهِ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ يَدَيْهِ حِينَ دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ كَبَّرَ وَصَفَ هَمَّامٌ حِيَالَ أُذُنَيْهِ ثُمَّ الْتَحَفَ بِثَوْبِهِ ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى

ہمیں زہیر بن حرب نے حدیث بیان کی انہوں نے فرمایا کہ ہمیں عفان نے بیان کی انہوں نے کہا کہ ہمیں ہمام نے بیان کی انہوں نے فرمایا کہ ہمیں محمد بن جحادہ نے بیان کی۔ انہوں نے فرمایا کہ ہمیں عبد الجبار بن وائل نے علقمہ بن وائل سے بیان کی ان کے مولیٰ سے دونوں وائل بن حجر سے بیان کرتے ہیں کہ وائل نے دیکھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ جب نماز میں داخل ہوئے رفع یدین اور تکبیر کی ہمام نے رفع الیدین کی کانوں تک اٹھانیکا بیان کیا پھر ہاتھوں کو کپڑے میں لپیٹا پھر داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھا۔

فائدہ:۔ سوال میں سراسر دھوکہ دیا گیا کہ یہ حدیث علی شرط مسلم پر نہیں جبکہ خود امام مسلم نے اپنی سند میں علقمہ کو اپنے باپ سے روایت کی تصریح فرمائی نیز اس سے یہ بھی ثابت ہوا تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ کانوں تک لیجانے

رضی اللہ عنہم

ترجمہ: حضرت ہلب بن طائر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہماری امامت کرتے تو بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ سے پکڑتے تھے اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا یہ حدیث حسن ہے وغیرہ وغیرہ۔

فائدہ:۔ اس طرح دوسری روایات میں (باختلاف الفاظ) ہے ان سب کا خلاصہ یہی ہے کہ نبی پاک صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز میں دایاں ہاتھ بائیں پر رکھتے تھے ان روایات میں نہ سینہ پر رکھنے کی تصریح ہے نہ ناف کے اوپر کا نہ نیچے کا۔ اصول حدیث وغیرہ ایسی روایات کو مجمل کہا جاتا ہے جنہیں دیگر روایات اگرچہ ضعیف سہی یا اقوال و اعمال صحابہ رضی اللہ عنہم سے بیان کی ضرورت ہے یا مجتہدین وعلمائے راسخین کے اجتہاد کی ضرورت ہوتی ہے اپنی طرف سے ڈھگوسلہ مارنا دین میں تحریف ہے۔

اہلسنت کا بیڑا پار

احناف اہلسنت کی یہ سعادت نصیب ہوئی ہے کہ ان اجمالی روایات کا بیان احادیث صحیحہ سے حاصل کیا جسکا تفصیلی بیان گزرا اور دس احادیث باب اول میں فقیر نے لکھیں اور غیر مقلدین کے پاس سوائے ڈھگوسلہ بازی کے کچھ نہیں۔

سوال:۔ صحیح ابن خزیمہ میں سینہ پر ہاتھ رکھنے کی تصریح ہے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ کے ساتھ نماز میں پڑھی تو آپ نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں سے ملا کر سینہ پر رکھا۔

جواب:۔ علم حدیث کا قاعدہ ہے۔ حکایت الفعل لا تعم،

فعل کی حکایت عمومی حکم نہیں ہوتا بلکہ وہ ایک قسم کے جواز کی دلیل ہے اور دلیل جواز سنت نہیں ہمارا سوال تو یہی ہے کہ حضور علیہ السلام کی دائمی سنت ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کا ہے اور مسلمان کو تو نبی علیہ السلام کی سنت چاہیئے نہ کہ جواز۔ جواز تو اس لیے ہوتا ہے کہ امت مرحومہ پر وہ عمل واجب نہ ہو جائے جیسے احادیث کے اسرار اور نبوت کے رموز کو جاننے والے جانتے ہیں کہ حضور نبی پاک صلے اللہ علیہ وسلم کی جو عبادت مواظبت کے طور ادا فرماتے وہ اللہ تعالیٰ کو ایسی پسند تھی کہ امت پر واجب فرما دیتا جیسے تراویح کے متعلق خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اظہار خیال فرمایا اسی لیے آپکی عادت کریمہ تھی کہ جس فعل کو دائماً رکھنا چاہتے تو اسکے لیے جوازاً دوسری صورت اختیار فرما لیتے۔ تاکہ وہ فعل وجوب سے بچکر دائمی سنت بن جائے جیسے یہاں ہوا کہ ایک بار سینہ پر ہاتھ رکھ کر نماز ادا فرمائی اسکے بعد ہمیشہ ہمیشہ تک چھوڑ دیا۔

فائدہ:۔ جو عمل متروک ہو کر دوسرا عمل متعین ہو جاتے تو باصطلاح صحابہ وہ فعل بدعت کہلاتا ہے جیسے ماہرین حدیث کو معلوم ہے۔

سوال:۔ جواز تو ثابت ہو گیا تم نے اسے ڈھگوسلے سے تعبیر کیا ہے۔

جواب:۔ جواز فعل اور بات ہے سنت رسول صلے اللہ علیہ وسلم اور اسی لیے الحمد للہ ہم سنت رسول صلے اللہ علیہ وسلم پر عمل کرتے ہیں اور تم جوازی ہوتے پھر عمل بالحدیث کا تمہارا دعویٰ کہاں گیا۔

قاعدہ:۔ جس جواز کو حضور نبی پاک صلے اللہ علیہ وسلم دائماً ترک فرما دیں وہ عملی طور پر منسوخ ہوتا ہے اسکی دلیل کی ضرورت نہیں اس لیے کتب

احادیث میں کسی بھی حضور علیہ السلام کا ایک دو بار کے بعد سینہ پر ہاتھ کا عمل ثابت پھر صحابہ کرام جو نبی پاک صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب سے مضبوط ترین عامل بالحدیث تھے۔ ان سے یہ فعل کبھی صادر نہیں ہوا بلکہ انکا دائمی عمل و قول ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کا ہے باب اول میں روایات نقل کر چکا ہوں اتماماً للحق۔ چند حاضر ہیں۔

اِنَّ علیاً قَالَ مِنْ سُنَّۃِ الصَّلٰوۃَ وَضَعَ الاَکَفَ عَلیٰ الاَکَفَ تحتَ السرۃ رواہُ ابوبکر ابنِ ابی شیبۃ و ابوداؤد والدار قطنی والبیہقی ورزین و فی روایۃ من السنۃ وضع الاکف علیٰ الاکف تحت السرۃ رواہ ابوداؤد عن ابی ہریرۃ انہ قال وضع الاکف علیٰ الاکف تحت السرۃ رواہ ابوداؤد عن حجاج بن حسان انہ قال سالت ابا مجلز کیف یضع قال یضع باطن کف یمینہ علیٰ ظاہر کف شمالہ یجعلھما تحت السرۃ رواہ ابن ابی شیبہ

پھر تیسری چوتھی صدی تک اسکا کوئی جواز نہیں ملتا کسی نے سینہ پر ہاتھ رکھ کر نماز پڑھی۔ امام ترمذی اپنی صحیح ترمذی میں احادیث کی روایت کے بعد اپنے زمانہ تک کے مذاہب اور ائمہ اور انکے اقوال بیان کرتے ہیں تو ان میں صرف تحت السرۃ و فوق السرہ کی تصریح فرمائی سینہ پر ہاتھ رکھنے کے متعلق کسی صحابی۔ تابعی اور امام کا نام نہیں لکھا۔ انکی عبارت فقیر پہلے لکھ چکا ہے بلکہ اینکے بعد تا حال کسی کا قول عمل نہیں سوائے ان وہابیہ غیر مقلدین کے اسی لیے تو میں نے لکھا کہ یہ بدعتی ہیں۔

قاعدہ:۔ صحابہ کرام و تابعین عظام کی عادت تھی کہ جو عمل متروک یا منسوخ ہو جائے وہ اسے بدعت سے تعبیر کرتے اور عامل کو بدعتی اسکی کتب احادیث میں بے شمار مثالیں موجود ہیں اس سے ثابت ہوا کہ وائل ابن حجر رضی اللہ عنہ والی روایت متروک ہو چکی جس کی تفصیل اوپر مذکور ہوئی اب اس عمل کو بدعت (دیکھو مسلم) اور اسکے عاملین کو بدعتی کہنا ہمارا حق ہے۔

سوال:۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالے سینہ پر ہاتھ باندھنے کے قائل ہیں تم کہتے ہو کوئی اسکا عامل نہیں امام شافعی کا ائمہ مجتہدین میں بہت بڑا مقام ہے

جواب:۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا اجتہاد حق لیکن مبنی بر خطا، جیسا کہ اصول فقہ کا قاعدہ ہے علاوہ ازیں امام نووی رحمہ اللہ نے انکا اس قول سے رجوع ثابت فرمایا ہے چنانچہ شرح مسلم میں ہے

وَ یجعلھما تحت صدرہ فوق السرۃ ھذا مذھبنا المشھور و بہ قال الجمھور و قال ابو حنیفۃ و سفیان الثوری و اسحاق بن راھویہ و ابو اسحٰق المروزی من اصحابنا یجعلھما تحت سرتہ و عن علی ابن ابی طالب روایتان کالمذھبین و روایۃ ثالثۃ انہ مخیر بینھما ولا ترجیح و بھذا قال الاوزاعی و ابن المنذر و عن مالک روایتان احدھما وضعھما تحت صدرہ والثانیۃ یرسلھما ولا یضع احدھما علی الاخری۔ فھذہ روایۃ جمھور اصحابہ و ھی مذھب اللیث ابن سعد و عن مالک استحباب وضع

فِی النَّفْلِ وَالْاِرْسَالِ فِی الْفَرْضِ وَ هُوَالَّذِیْ رَجَحَہٗ
الْبَصْرِیُّوْنَ وَاَصْحَابُہٗ۔

اور دونوں ہاتھوں کو نیچے سینے کے اور اوپر ناف کے رکھے۔ یہ ہمارا مذہب مشہور ہے اور اس کے قائل ہیں جمہور اور ابو حنیفہ اور سفیان ثوری اور اسحق بن راہویہ اور ابو اسحق مروزی شافعیہ نے کہا ہے کہ نیچے ناف کے دونوں ہاتھوں کو رکھے اور علی ابن ابی طالب سے دو روائتیں ہیں دو مذہبوں کی طرح اور احمد سے دو روائتیں ہیں دو مذہبوں کی طرح اور روایت تیسری ہے کہ ہمارے مخیر ہے درمیان دونوں کاموں کے اور ترجیح نہیں اور اس مذہب کا قائل اوزاعی اور ابن منذر ہے اور مالک سے دو روائتیں ہیں ایک یہ کہ دونوں ہاتھوں کو سینہ کے نیچے رکھے اور دوسری یہ کہ دونوں ہاتھوں کو چھوڑ دے اور ایک کو دوسرے پر رکھے اور یہ روایت جمہور اصحاب مالک کی ہے اور یہی مذہب لیث ابن سعد کا ہے اور مالک سے روایت ہے کہ نفل میں ہاتھ پر ہاتھ رکھنا مستحب ہے اور فرض میں چھوڑ دینا اور اسکو بصریوں نے مالکیہ سے ترجیح دی ہے۔

فائدہ:۔ امام نووی کی تصریح سے معلوم ہوا کہ کسی مجتہد کا مذہب وضع علی الصدر نہیں نہ قبل شافعی نہ بعد بلکہ امام شافعی بھی قول مشہور میں اجماع سے اتفاق رکھتے ہیں اور مذاہب صرف ان تین امروں میں منحصر ہے۔ وضع یا ارسال وضع یا تحت سرہ یا فوق سرہ۔

دعوت انصاف

فقیر نے بھرپور دلائل سے ثابت کیا ہے کہ غیر مقلدین کا سینے پر ہاتھ رکھ کر نماز پڑھنا محض اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد کھڑی کرنے کی کوشش کی ہے تو غلط ہے اور ایسی بدعت سیئہ کے مرتکب ہوتے ہیں جسے اسلاف میں کسی نے قبول نہیں کیا۔ اب تقاضہ ہے۔ کہ وہ خود اقرار کریں کہ وہ اہل بدعت (بدعتی) ہیں ورنہ عوام

اہل اسلام پر لازم ہے کہ وہ انہیں بجائے اہلحدیث کے دعویٰ کے اہل بدعت نام رکھنے پر مجبور کریں۔

سوال:۔ تمہارے بیان کردہ روایت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ میں ایک راوی۔

(جواب ج) عَبْدُالرَّحْمٰنِ اِبْنِ اِسْحٰقِ اِبْنُ الْحَارِثِ الْوَاسْطِی اَبُو شَیْبَۃَ وَیُقَالُ کُوْفِیْ ضَعِیْفٌ مِنَ السَّابِعَۃِ ہے اور ضعیف روایت سے حجت کیسی۔

(جواب ا) یہ جرح اجمالی ہے اور جرح اجمالی یوں ہے کہ جرح کا کوئی سبب نہیں اور جرح اجمالی بالاتفاق قبول نہیں۔

(جواب ب) یہ حدیث اگرچہ ضعیف ہے لیکن متروک العمل نہیں کیونکہ کوئی حدیث صحیح الاسناد اسکی معارض نہیں تاکہ متروک بنے۔

عبدالرحمٰن بن اسحاق واسطی امام صاحب ابو حنیفہ کے بعد پیدا ہوا ہے تو اسکا ضعف امام صاحب کے مذہب کی قوت کو مضر نہیں کیونکہ ضعف سند امام صاحب کے بعد پیدا ہوا۔ روایت مذکورہ امام صاحب کو صحیح سند سے ملی تھی۔

بیان کا مجمل کی قوت میں ہونا واجب نہیں تو حدیث ضعیف مجمل صحیح کا بیان واقع ہو سکتی ہے جیسے خبر واحد مجمل قطعی کے بیان کے لیے صلاحیت رکھتی ہے اور قاعدہ ہے حدیث مروی باسانید ضعیفہ کی وجہ سے ضعف سے نکلکر حسن لغیرہ کے درجہ کو پہنچتی ہے۔

سوال:۔ تمہاری پیش کردہ بعض روایات مرسل ہیں اور مرسل روایات ناقابل حجت ہیں۔

جواب:۔ یہ بھی وہی غیر مقلدانہ دھوکہ ہے ورنہ اصول حدیث میں واضح دلائل

سے ثابت ہو چکا ہے کہ۔ مرسل مطلقاً امام اعظم و امام مالک و امام احمد وغیرہ ائمہ کے نزدیک حجت ہے۔

فی شرح نخبة الفکر قال المالک فی المشہور عنہ انہ صحیح و ابو حنیفہ و طائفہ من اصحابہ و غیرہم من ائمۃ العلماء کاحمد فی المشہور عنہ انہ صحیح محتج بہ بل حکی ابن جریر اجماع التابعین باسرھم علی قبولہ و انہ لم یات عنہم انکارہ ولا عن واحد من الائمۃ بعدھم الی راس المائتین الذین ھم من القرون الفاضلۃ المشہود لہا من الشارع صلعم بالخیریۃ وبالغ بعض القائلین لقبولہ فقواہ علی المسند معللاً بان من اسند فقد احالک و من احالک فقد تکفل لک انتہی

وفیہ ایضا وقال الشافعی یقبل ان اعتضد بمجیئہ من وجہ آخر الطریق الاولی بان یکون شیوخہما مختلفۃ سواء کان مسندا او مرسلا او اعتضد بان افتی عوام اہل العلم بمعناہ اذا کان المرسل متصفا من کبائر التابعین لیترجح احتمال کون المحذوف ثقۃ فی نفس الامر فان قیل اذا اعتضد بمسند فالمسند ھو ولا المرسل قیل ان المرسل اقوی بالمسند و بان بہ قوۃ الساقط وصلاحیتہ للاحتجاج اذا

المسند قد یکون ضعیفا و قیل ھما دلیلان اذا المسند دلیل براسہ والمرسل دلیل براسہ والمرسل یعتضد و یصیر دلیلا آخر فیترجح بہما الخبر عند معارضۃ خبر آخر لیس لہ طریق سوی سندہ۔

شرح نخبہ میں ہے مالک سے مشہور یہ ہے کہ مرسل صحیح ہے اور ابو حنیفہ اور ایک اور طائفہ اسکے اصحاب سے اور ائمہ علماء جیسا کہ امام احمد اس سے بھی مشہور ہے کہ مرسل صحیح محتج بہ ہے بلکہ ابن جریر نے سب تابعین کا اجماع نقل کی ہے کہ مرسل مقبول ہے اور نہ تابعین سے اور نہ کسی امام سے ائمہ من بعد تابعین سے انکار آیا ہے وہ سو برس کے یہ لوگ قرون فاضلہ مشہود لہا بالخیریۃ شارع کی جانب سے اور بعض علماء جو مرسل کو قبول کرتے ہیں وہ مرسل کو مسند پر قوی جانتے ہیں بدلیل آنکہ جس نے سند ذکر کے اس نے تجھ کو حوالہ دے دیا اور جس نے تجھ کو حوالہ دیا پس ضامن تیرا ہو گیا۔

اسی شرح نخبۃ الفکر میں ہے۔ شافعی نے کہا کہ مرسل اگر کسی طریق سے تائید کی جاوے تو قبول کی جاتی ہے کہ وہ طریق پہلے طریق سے مباین ہو اس طرح سے کہ شیوخ دونوں کے مختلف ہوں عام اس سے کہ مسند ہو یا مرسل یا قوۃ پاوے اس طرح کہ عوام اہل علم موافق معنا اسکے فتوے دیویں جبکہ مرسل کبائر تابعین سے مروی ہو تا کہ محذوف کے ثقہ ہونے کا احتمال نفس الامری مرجح ہو جاتے اگر کہیں کہ جب مرسل نے مسند سے قوت پائی تو حجۃ مسند ہے مرسل کی کیا حاجت ہے جواب میں کہا گیا۔ مرسل نے مسند کے ساتھ قوت پائی اور ساقط کا قوی ہونا اس سے ہوا اور احتجاج کے لائق ہوا کیونکہ مسند کبھی ضعیف ہوتی

ہے اور کبھی جواب دیا جاتا ہے کہ دونوں مرسل و مسند دلیلیں ہیں کیونکہ سند دلیل برأسہ اور مرسل دلیل برأسہ ہے اور مرسل قوۃ باقی ہے اور دلیل دیگر بنتی ہے پس خبر ان دونوں کے ساتھ اس خبر پر جو مسند فقط ترجیح پاتی ہے۔

خلاصہ جواب اس جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ آئمہ اربعہ متفق ہیں کہ مرسل حدیث قابل حجت ہے لیکن غیر مقلدین قسم اٹھا رکھی ہے کہ وہ کسی کی نہیں مانیں گے اپنی ماریں گے تو انہیں یاد ہوگا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واضح الفاظ میں فرمایا۔

مَنْ خَارَقَ الجماعۃ مُبْشِرًا۔

جواب۲ ۔ یہ بھی اصول حدیث کا مسلم قاعدہ ہے۔

اَلْحَدِیْثُ الْمُرْسَلُ الْمُعْتَضِدُ بِفَتْوَى الْعُلَمَاءِ الْاَعْلَامِ مُقَدَّمٌ عَلَى الْحَدِیْثِ۔ الْمُعْتَقَدِ الْخَالِفَ عَنِ فَتْوَى الْاَجْمَاعِ۔

وہ حدیث مرسل جو علمائے اسلام کے فتاوی سے مؤید ہو وہ اس حدیث سے مقدم ہے جسے فتاوی علماء کرام سے تائید حاصل نہیں۔ الحمد للہ فقیر نے مسئلہ ہاتھ زیر ناف ہاتھ باندھنے کی احادیث صحیحہ اور فتاوی ائمہ از قرن اول سے ثابت کر دکھلایا اور اصول حدیث کے قواعد وضوابط کے ساتھ مسئلہ مذکورہ کو موثق کیا۔ لیکن غیر مقلدین کے منشور کہ ساری خدائی ایک طرف ہو تب بھی یہ اپنی ضد نہ چھوڑیں گے) پر اگر کوئی مجبور ہے تو پھر جہاں وہ وہاں یہ۔

وما علینا الا البلاغ المبین

وصلی اللہ علی حبیبہ الکریم الامین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

الفقیر القادری غفرلہ ۱۰ صفر ۱۴۱۰ھ بہاولپور پاکستان

مفسرِ قرآن
فیضِ ملت
حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ کی تصانیف
معراج مصطفےٰ
تاریخ محبوب مدینہ
شہد سے میٹھا نام محمد
تفسیر اویسی
ذکرِ اویس
ذکرِ سیرانی
انگوٹھے چومنے کا ثبوت
حاضر و ناظر کا ثبوت
نمازِ جنازہ کے بعد دعا کا ثبوت
اذان بر قبر
کفنی لکھنا
وہابی دیوبندی کی نشانی
تبلیغی جماعت کے کارنامے
تبلیغی جماعت کا شناختی کارڈ
دیوبندی بریلوی فرق
بڑھیا کا بیڑا
خطبہ اویسیہ
شیعہ کا متعہ
آئینہ شیعہ نما
شرح حدائق بخشش
علمِ رسول
ندائے یا رسول اللہ
نعلین مبارک کے فضائل
محبت رسول ﷺ
مکتبہ اویسیہ رضویہ سیرانی روڈ بہاولپور